گلدستہ محسن کاکوروی

بفرمایش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ

لاہور

گلدستۂ محسن کاکوروی

از تصانیف

جناب مولوی محمد محسن صاحب کاکوروی

بفرمایش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

۱۹۳۱ء

قیمت

کریمی پریس لاہور میں باہتمام میر قدرت اللہ پرنٹر چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سراپائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

للّٰہ الحمد شبِ غم نے اُٹھایا بستر — مرحبا طالعِ بیدار مبارک ہو سحر
مژدہ اے دل کہ ہوا نورِ خدا پیشِ نظر — بارک اللہ جمعیت کا ہے رنگِ دیگر
گر نہ ہو پاسِ ادب تو مجھے کچھ دعویٰ ہے — سجدے کرتے ہیں ملائک مرا وہ رُتبہ ہے

لامکاں تک لئے جاتی ہے مجھے طبعِ رسا — ہو رہا ہے صفِ ارواح میں میرا چرچا
لڑ گیا عرش کے پایہ سے سخن کا پایہ — خیر مقدم کی چلی آتی ہے ہر سُو سے صدا
بزمِ قدسی کا بُلایا ہوا مہماں ہوں میں — ملک آنکھوں پہ بٹھاتے ہیں وہ انساں ہوں میں

آج کس دھوم سے خدامِ سخن آتے ہیں — مسندیں فکر کی محفل میں بچھا جاتے ہیں
تنگیِ بزمِ جہاں دیکھ کے گھبراتے ہیں — گاؤ تکیہ کرہ ارض کا اُٹھواتے ہیں
جشن کا روز ہے معنی کے شہِ اقدس کا — اور اونچا کرو خیمہ فلکِ اطلس کا

ہم دکھاتے ہیں طبیعت سے تماشے کتنے — عالمِ نور میں چھوڑ آئے ہیں شوشے کتنے
حل کیے غنچۂ خورشید سے نکتے کتنے — عقدِ پروین سے لکھے ہم نے معمے کتنے
سادہ کاغذ ورقِ مہرِ درخشاں ہے آج — دستِ پُرنور عطارد پہ قلمدان ہے آج

یوں خرامندہ و بشوخیِ قلمِ رعنا ہے — موج ہے جس پہ تجمل عرقِ دریا ہے
بال پرواز پڑے ہیں چٹکیوں پہ اُڑتا ہے — آہوئے شوخ ہے کیا کبکِ خراماں کیا ہے
کوئی شاخ آہو کی جلوہ گری میں تو نہیں — کوئی سرخاب کا پر کھنچ رہی ہیں تو نہیں

رنگ گلزار معانی کا عجب عالم ہے — غنچہ کو دیکھئے تو صبح کا بھرتا دم ہے
برگ گل چاند کے ٹکڑے سے بھلا کیا کم ہے — سرو رعنا نہیں آئینہ قد آدم ہے
ہر شجر شمع تجلی ہے لگن تھالے ہیں — نام ظلمت نہیں لالے کے یہاں لالے ہیں
سطر سنبل گل تر حرف ہے غنچہ نقطہ — کاغذ مشق ہے یک سیر چمن کا تختہ
طوطی بولا مرے خامہ کا میان شعرا — کیوں نہ ہو آج میں لکھتا ہوں سراپا کس کا
جس کو گلدستہ باغ ابدیت کہئے — خندۂ صبح بہارا حدیث کہئے

گیسوئے حور قلم ہو کے بنے خامہ مو — کہ ہوں آراستہ تصویر سخن کے گیسو
کہو رضواں سے کہ لائے مجھے شاخ شبو — کہ شب فکر میں ہو نکہت مشکیں ہر سو
منشی دفتر اعلیٰ کا کرم کافی ہے — مشق کرنے کو مرے لوح و قلم کافی ہے
روشنائی کی یہ ترکیب ہے شمع بے دود — جس کی ترکیب کو جبریل امیں ہیں موجود
گو نہ ہو شجرہ طوبےٰ کا بقدر مقصود — پانی لیں چشمہ کوثر سے گریں کے درود
صوت داؤدی ہو پور انوار کھرل — شمع سے طور [illegible]

رنگ شنجرف کا بھی آپ کوئی ساماں کیجے — لالہ زار [illegible]
خضر کو سالک آب ان سے مرجاں کیجے — لعل کے واسطے تسخیر بدخشاں کیجے
وقت ہے یہی انجمن گردوں کا — کہ شفق پہ بھی ارادہ ہے مرا [illegible] کا
اور کاغذ کا تو ہم نے عجب انداز کیا — پردہ چشم کو قرطاس خدا ساز کیا
کھینچی تصویر اسے جلوہ گہ ناز کیا — چوم لوں ہاتھ میں اپنے عجب اعجاز کیا
شعلہ طور کا کاغذ یہ کھنچا نقشا ہے — خاک انگارہ [illegible]
کیوں نہ سو جاں سے ہو گلزار بہار ہستی — محو رنگینی تصویر سراپا ہے نبی

یہ وہ صورت ہے کہ دیکھی نہ سُنی ایسی کبھی
تھی یہی شکل مقدس کہ ازل میں جو کھچی

نازشِ خامۂ قدرت نے کہا واہ رے میں
اور تصویر یہ بول اٹھی کہ اللہ رے میں

کیسی تصویر کہ ہے صبحِ بہارِ امکاں
کیسی تصویر کہ ہے آئینہ پردازِ جہاں

کیسی تصویر کہ ہے لوح و قلم نور افشاں
کیسی تصویر کہ ہے کلکِ مصور نازاں

کیسی تصویر کہ سب صلِّ علیٰ کہتے ہیں
کیسی تصویر کہ سب جلّ و علیٰ کہتے ہیں

کیسی تصویر جسے کھینچ کے نقاشِ ازل
خود لگا کہنے کہ ہر وصف میں ہے تو افضل

تیری صورت سے کھلے معنیٔ قُل و دل
انبیا شرحِ مفصل ہیں تو متنِ مجمل

اور یہ خورشید ترے سامنے انجم ہیں ہیچ
تو ہے خورشید یہ تصویریں تو سب ہیں ظلّی

تو ہے داؤدِ نعم تو ہے سلیمانِ خاتم
فکرِ یحییٰ ہے تو ذکرِ زکریا ہر دم

خلعتِ خاصِ خلیل و برکاتِ آدم
شکرِ یعقوب و صبرِ دلِ ایوب بہم

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

بولے جبریل کہ تجھ پر ہوئی ختم تکمیل
آدم و نوح کے بخشے تجھے اوصافِ جمیل

خضر و الیاس کا رتبہ شرفِ اسمٰعیل
اور سوا اس کے بھی لے سروِ قدِ باغِ خلیل

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

دیں پکارا کہ مرے گھر میں اجالا کر دے
طالعِ خفتہ کو ہم چشمِ زلیخا کر دے

مثلِ مُردہ کے پڑا ہوں مجھے زندہ کر دے
دستگیری مری فرما مجھے برپا کر دے

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کنوئیں جھانکا کر دلِ کنعاں کے تو دیا ہے مجھے
طور پر جاؤں تو ناحق کا بھٹکنا ہے مجھے

خبط ہے گر سرِ اعجازِ مسیحا ہے مجھے
سچ تو یہ ہے کہ ترے گھر میں کمی کیا ہے مجھے

آبروئے دم خنجر ہیں مقرر ابرو
موج دریائے شجاعت ہیں سراسر ابرو

مہ کامل میں مہ نو کی یہ تصویریں ہیں
یا کھنچیں معرکہ بدر میں شمشیریں ہیں

ایک رگ مخفی ہے مابین دو ابروئے سیاہ
کہ نظر آتی ہے وقت غضب شاہنشاہ

طرفہ تشبیہ یہ پہنچی ہے سخنداں کی نگاہ
الف اسم چھپائے ہوئے ہے بسم اللہ

لفظ و معنی ہیں عجب ابروئے [illegible] ہوئے
الف طاق چھپایا تو عدد طاق ہوئے

رگ جو کاٹا ہے تو شاہیں ترازو ابرو
مردمک سنگ ہے اور پلہ ہے چشم دلجو

آنکھ پر چھائے اگر جانب آمنت سرمو
صاف رکھی ہے یہ میزان قیامت یکسو

آپ پلہ پہ جھکائے ہوں تو کیا کھٹکا ہے
مردم چشم کہیں ہم نے اسے تولا ہے

طرفہ مضمون ہے مجھے پیش نظر ہو آگاہ
منظر چشم نبی پر بھی ذرا کیجے نگاہ

ایسی نرگس کہیں دیکھی ہے نہ بادام سیاہ
چشم بد دور عجب آنکھ ہے ماشاءاللہ

لاکھ اگر اچھی سے اچھی کوئی تشبیہ کہے
چشمکیں مارے سخن گو نظر فیہ کہے

اک نیا نسخہ نکالوں دل پر جوہر سے
صفحہ چشم کی لکھیں جسے آب زر سے

پتلیں اکسیر کی ہوتی ہیں سنا اکثر سے
پوتھی چشم ہے آنچ رخ انور سے

صدقے اے دولت بیدار ترے سونے کے
ڈھیلا آنکھ کا [illegible]

گوشہ پہ نور ترا زلف شب آسا مستور
کہیں ڈھلکے ہے کبھی آنکھ تو سحر ہو کافور

رنگ کا آس کے جو باس کے چمن ہیں کافور
کہیں گل ہے کہیں ہوا [illegible]

گوشہ [illegible] گرد امن دریا [illegible]
یوں سایہ ہے کہ ہر شے کہیں آنچل ڈھلکے

[illegible] گوشہ قطب کہ چہ یہ تشبیہ ہے تیر
چشم کا یہ بھی ہے اشارہ کہ کرو اس سے گریز

[illegible] یہ کعبہ ابرو کی ہر طرح مردم خیز
رخ سلیمے میرا ان میں ہیں ہر اک ذرہ ہے شمس تبریز

گوشۂ بینی کو یہی دیکھ کے سب کہتے ہیں
قطب صاحب انفاس یہاں رہتے ہیں

بینی اقدس شاہنشہ عالی منظر
آب آئینۂ رخسار کی موج انور

خوبروئی کا بلندی پہ ہمایوں اختر
یوسف حسن کا معراج ہے یا پیش نظر

صفحۂ خد مبارک پہ الف بینی ہے
دیکھنا عارض انور کا خدا بینی ہے

صورت چشمۂ کوثر ہے لب جاں پرور
نخل یا دام وہ بینی ہے لب کوثر پر

شاخ اس نخل کی ابرو سے جدا یا طاہر
اور اس شاخ میں عینین مبارک ہیں ثمر

دل عارف اسی کے سایہ میں دم لیتا ہے
نور ایمان اسی سایہ کے قدم لیتا ہے

چشمۂ مہر سے اس بحر میں آب رونق ہے
شق ہوا ماہ کہ انگشت قلم سے شق ہے

وصف رخسار ادا کرنے کا مجھ پر حق ہے
آگے رخسار سحر سامنے جس کے فق ہے

مطلع صبح بیاضی ہے کہ نورانی ہے
حسن مطلع پہ مگر فرد ہے لاثانی ہے

روبرو آئے جو آئینہ تو آکے سکتا ہو
شمع کے دل میں ہوں اور جانیں جو کچھ دیکھے ہو

شامت آجائے جو خورشید کو یہ سودا ہو
شمع ہو جائے قمر حسن پہ گر بھولا ہو

حشر برپا ہو جو کنعانی مقابل آئیں
ختم پر سورۂ یوسف کو ملک لیجائیں

روبرو جلوۂ خورشید کے سایہ کیا ہے
سامنے شمع منور کے اندھیرا کیا ہے

عاقلو غور سے دیکھو کہ یہ نکتہ کیا ہے
آئینہ ہو سکتے ہیں بھلا آپ کے تشبیہ کیا ہے

کوئی تدبیر تو پڑھنے کی بجا ہی نہ رہی
نور رخسار سے حرفوں میں سیاہی نہ رہی

لب جاں بخش کی تشبیہ دم عیسیٰ سے
دینے دم دیتے رہے گرچہ مسیحا بھی مجھے

آب حیواں نہ کہا خضر نے گو چھینٹے دیے
آب قطرہ گئے خورشید کے چھوٹے چھوٹے

کہوں یاقوت تو وہ باتیں یہاں پاتی نہیں
لعل سمجھوں اسے آنکھیں میری ٹھہراتی نہیں

فکر دست در دنداں میں کٹا سارا دن   رات بھر تارے ہی گنتے رہے بیٹھے محسن
جسکی تشبیہ نہ ہو اُس کی صفت کیا ممکن   یوں تو ثابت ہے کہ سیارے ہیں روشن لیکن
غور سے دیکھئے نوشہ کے یہ چھالے ہیں   یا لب ساغر افلاک کے یہ چھالے ہیں

قطرہ جب سائل تشبیہ ہوا رو رو کر   آیا دامن میں لئے گرد یتیمی گوہر
پانی پانی میں ہوا جوش مروت سے مگر   معنی تازہ طبیعت کے کھلے یوں دل پر
کہہ دیں قطرۂ سائل لا تنہر نیست   در پئے دُرِّ یتیم آیۂ لا تقہر نیست

اک تبسم سے کلید در جنت ہے عیاں   ہوئے [illegible] کے دنداں [illegible] عیاں
نامۂ بخشش امت ہے جو حضرت کی زباں   لفظ اللہ سر نامہ ہے سلک دنداں
نامہ [illegible] ہے [illegible]   ہے [illegible] لا الہ [illegible]

اے سخنداں کئے اسرار دہن کس نے بیاں   [illegible] گیا [illegible] جو چشمۂ آب حیواں
پہنچے ہیں حقۂ گوہر کے جگر تک دنداں   لب یاقوت میں ہے آتش حسرت کا دھواں
رنگ غنچہ کا اڑا گل کی فقط چھوٹی   منہ پہ [illegible] کے ہوائی یہ ہوائی چھوٹی

کوئی کہتا ہے کہ اُس کو شکرستاں کہیے   کوئی کہتا ہے ملاحت کا نمکداں کہیے
خضر بولے کہ اسے چشمۂ حیواں کہیے   اور سلیماں نے کہا خاتم یزداں کہیے
ہر جگہ شہرہ اُس کا لقب تازہ کیا   حق تعالیٰ نے اسے جب آوازہ کیا

غنچے نے پیش کئے گرچہ ہزاروں مضموں   گفتگو اس میں ہے بولی مری طبع موزوں
میں شگاف قلم صنع اسے کیوں نہ کہوں   جس سے ظاہر ہوا سر خفی کن فیکون
شعرا نے اُسے کیا جانئے کیا کیا سمجھا   اسم اعظم کا مگر ہم نے معمّا سمجھا
ریش مرسل کو نبوت کا رسالہ کہیے   کشش خط شکست دل اعدا کہیے

کون لکھے صفت سینۂ صاف سرور
دست بر سینہ ہیں حسرت سے یہاں جن و بشر

اور لکھتے ہیں فرشتے بھی حیراں ہو کر
لوح محفوظ ہے یا عرش خدا پیش نظر

صدر ایوان رسالت کا عجب سینہ ہے
صورت علم لدنی کا یہ آئینہ ہے

صاف دیتے ہوئے نبی کا ہے سینہ شفاف
جیسے تقطیع سے ہر حرف الگ کرتا ہیں صاف

ہاں مگر سینہ سے ہے اک خط شکم تا ناف
جس کو کہتا ہے سخنور کشش مرکز قاف

صدر پر نور کے شق ہونے کی تمثال ہے یہ
عقل کہتی ہے وہ آئینہ ہے وہ لا ہے یہ

مخزن گوہر اسرار شب اسرا ہے یہ
شرح صدر شہ عالی کا یہ اک نکتہ ہے

جو کہ لبریز لطافت سے یہ وہ چشمہ ہے
جس میں امواج لطائف ہیں یہ وہ دریا ہے

خط نہیں سینہ میں شاہ شہ تحریر ہے یہ
تیر میں صبح ہے یہ جس میں کہ پیا پیر ہے یہ

گرچہ پیراہن اندیشہ ہے بال جبریل
اور آجائے فضا میں ہیں پر اسرافیل

کمر پاک پہ کوئی نازک سی کمر کی تمثیل
ہو گیا ہے عدم الشکل عدم الفعل دلیل

قاف تک ڈھونڈتے پہنچا تو فقط گم تھا
کمریں دیکھی ہیں پر ایسی کمر عنقا ہے

ہیچ اس جا ہے کسی تیغ و کمر کا مذکور
اس کے اوصاف ہیں مشہور میان جمہور

تا کمر غرق عرق ہو گئے سب اہل غرور
سامنے اسکے کوئی باندھے کمر کیا مقدور

سنکے اوصاف شجاعان جہاں گھبرائیں
چلتے میدان میں جو آئیں تو ہرن ہو جائیں

لا خط نسخ میں لکھو تو کہوں اک نکتہ
لام الف کا ہے تقاطع وہ کمر صل علی

واہ کیسا کمروں پر یہ خط نسخ کھچا
کمر یار کو معدوم ہے سمجھے شعرا

نہیں ثابت قدم اس لئے ہے استثنا بھی
یہ وہ لا ہے کہ نہیں اس سے بچا الا بھی

سر عالم ہے فدائے قدم پاک نبی
وصف میں جس کے سخنداں کا لگا گھٹنے جی

ہاتھ آیا ہے جو کاغذ تو یہ حسرت ہے نئی — نہیں چلتا ہے لگی پائے قلم میں مہندی

پھر پڑا لو سے ادب آکے شگوفے بیٹھیں — فکر عالی کے فرشتے بھی دو زانو بیٹھیں

دیکھیے کیا اسے شمشاد و صنوبر سے مثال — چمنستان ارم اُسکے قدم سے ہے نہال

سرو جنت سے نکل آئیں پے استقبال — کہے سبزہ کہ مجھے شوق سے کیجے پامال

مثل بلبل کے سرِ راہ بچھائیں گل چشم — فرش فردوس بچھائی ہو تو ہو بلبل چشم

نقش ہے عالم بالا پہ شب اسریٰ کا — سر افلاک ہے فدیہ قدم والا کا

ساق ہے شحنۂ تمثال عرش اعلیٰ کا — خاک پہ غازہ ہے حوروں کے رخ زیبا کا

رکھدیا آپ نے جس فرش پہ ہو پائے قدم — پھر فلک کیا پا پہ عرش سے بھی اونچا قدم

بزم میں تذکرۂ پائے نبی گر آ جائے — شمع گو رشک سے جلجائے گر سر نہ اٹھائے

ناخن پا جو ذرا عقدہ کشائی پہ آئے — گرہ ابروئے خوباں کی حقیقت کھل جائے

ماہ نو گر کہیں پیشی کا خمیازہ کرے — ناخن چشم فلک میں خلش تازہ کرے

لو مبارک ہو قدمبوسی حضرت محسن — کس کو ہوتی ہے نصیب ایسی سعادت محسن

اب نہیں باقی ہے کچھ خواہش ہمت محسن — آرزو اتنی ہے بس روز قیامت محسن

سر کے بل جاؤں جو نقش قدم سرور پر — صاف محشر کی زمیں رکھ لوں اٹھا کر سر پر

ہے یہ امید کہ جب گرم ہو بازار نشور — یوں کہے بادشہِ بارگہِ عالم نور

لو سراپا ہمیں تم دو عوض حور و قصور — میں کہوں واہ مجھے یہ نہیں ہرگز منظور

مفت حاضر ہے مگر اسکی یہ ترکیب نہیں
کھونٹے دام بکے یوسف کی یہ تصویر نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حال ولادت صبح اکرم ۸۴۲ — سنہ ۱۲۸۹ ہجری نبوی صلعم — صلے اللہ علیہ وسلم ۴۴۷

مثنوی صبح تجلی

بیضاوی صبح کا بیان ہے — تفسیر کتاب آسمان ہے

ہے خاتمۂ شب دل افروز — دیباچہ نگار نسخۂ روز

آثار سحر ہوئے نمایاں — سیپارہ لئے ہوئے ہے دوراں

واللیل کو ختم کر چکا ہے — آمادۂ دور والضحیٰ ہے

عنوان فلک ہے در منثور — لوح زریں سورۂ نور

اطراف بیاض مطلع صاف — والفجر کے حاشیہ پہ کشاف

معمورۂ دہر تا بیاباں — ہم طالع کشور بدخشاں

ہر دشت ہے مثل وشت ایمن — ہر کوہ برنگ طور روشن

عالم میں ہے آفتاب تاثیر — آب حلب و ہوائے کشمیر

جزدان سپہر میں ہے پنہاں — مشکوٰۃ شریف مہر تاباں

آنکھیں نظارہ کی طلبگار — نظارہ کا بخت خفتہ بیدار

منظور ہے حسن کا تماشا — ہر دیدہ ہے دیدۂ زلیخا

ہے شرق سے غرب تک پریشاں — نور عینین پیر کنعاں

وہ سورۂ یوسف تجلی — یہ مطلع مصر کی عزیزی

پستی کا دماغ آسماں پر — اوج افلاک مہر گستر

وہ ہے بلغ العلیٰ کی تفسیر — یہ ہے کشف الدجیٰ کی تعبیر
مضمون طلوع صبح صادق — مشہور روایت مشارق
موقوف حدیث شب کی تصحیح — رکھ دیجیے طاق پر مصابیح
ظلمت کا چراغ لے ضیا ہے — انجم کا ستارہ ڈوبتا ہے
مہتاب کی چاندنی ڈھلی ہے — مریخ کی سست مشتری ہے
روپوش دبیر چرخ اخضر — ظلمت کا سیاہ کر کے ابتر
اہل مدکہکشاں ہے مفرور — پروانہ افسوس شمع کافور
زہرہ کا سفید ہوگیا رنگ — نظم پروین کا قافیہ تنگ
ہے شکر سپہر رات بھر کی — کیا بات ہے مطلع سحر کی
ہر مطلع صبح صادق استاد — از دیدۂ نوشت صاد بر صاد
ہے وقت اخیر شب کھلا تھا — الواح زبرجد فلک کا
ہنگام سپیدۂ سحرگاہ — ساعات میں ورد شب کی اللہ
ہر مخبر صادق البیان ہے — ہر طائر احسن الزباں ہے
کیفیت وجد میں ہے بلبل — ہے وقت نزول مصحف گل
سبزہ ہے کنار آب بیٹھا — یا خضر ہے مستعد وضو پر
نوبت ہے صدائے قمریاں کی — طاری ہے باغ میں اذاں کی
تکبیر سنا رہا ہے — قد قامت سرو کہہ رہا ہے
اک شاخ رکوع میں کی ہے — اور دوسری سجدے میں جھکی ہے
سوسن کی زبان پر مناجات — جاری لب جوی التحیات

تسبیح شگوفہ یا مصور　　　تحریمۂ تاک سبب انگور
کھلی ہوئی بوٹے گل چمن میں　　　اور وصل علی کا غل چمن میں
غنچے میں ہے خامشی کا عالم　　　یا صوم سکوت میں ہے مریم
کیاری ہر ایک اعتکاف میں ہے　　　اور آب رواں طواف میں ہے
پابند زکوٰۃ نامیہ ہے　　　کانٹا زر گل کو لوٹتا ہے
لایا یہ حج ہر صبا رنگ　　　نافرماں ہو رہا ہے چمپا رنگ
سالک ہے چمن میں نہر جو رو　　　مجذوب ہے شاخ بید مجنوں
ہے صوفی صاف دل صنوبر　　　تحریک نسیم حالت آور
ہر تخم بخلوت آرمیدہ　　　ہر ایک ثمر خدا رسیدہ
ابدال ہیں برگ و نخل اوتاد　　　ہے تخم العبد سرو آزاد
خدمت میں بہار کی صبح ہے　　　سبزہ سنبل کا بالکا ہے
سجادہ بدوش لالہ یکسو　　　یکسو شب زندہ دار شب بو
ہے استغراق نیلوفر کو　　　پاس انفاس ہے سحر کو
سیتی چو زبان خار پر ہے　　　نرگس کی نگاہ میں اثر ہے
وحدت ہے چمن میں مغز تا پوست　　　صادق ہے بہار پر ہمہ اوست
غنچہ نہ رہا تو گل ہوا ہے　　　واصل ہے جسے یہاں فنا ہے
کہتا ہے اشارۃ لب جو　　　موتوا من قبل ان تموتو
خرقہ ہے نصیب یاسمن کو　　　عمامہ ملا ہے نارون کو
پیرایۂ نو [illegible] سوسن ہے　　　سلطان مشائخ چمن ہے

عطّار شمیم گلستاں کی — ہم مرتبۂ فریدبوئی
پھولوں میں ہے یوں گلاب خوش آب — جیسے قطبوں میں قطب الاقطاب
کیوڑا گلزار پُر فضا میں — غوث الثقلینؒ اولیا میں
ہر شمع خموش فکر میں ہے — ہر طائر شوق ذکر میں ہے
سوزش میں قلندرانہ قمری — اور چشتی سبز پوش طوطی
ہے خواجہ نقشبند ذی جاہ — طاؤس علیہ رحمۃ اللہ
ہر کبک دری خلیل آذر — ہُدہُد نام خدا پیمبرؑ
اعجاز نسیم صبحدم ہے — انفاس مسیح کی قسم ہے
عالم میں وہی ہوا ہے چلتی — جو صبح الست کو چلی تھی
تنزیہہ سے مست نغمہ ہو — ہنگامۂ لا الٰہ ہر سو
با شان و شکوہ جلوہ فرما — شاہنشہ تخت گاہ الّا
سامان ظہور کی ہے تمہید — قدرت پہ ہو رہی ہے تاکید
فیض روح القدس عیاں ہو — افشائے رموز کن فکاں ہو
آئینہ ہو چار سوئے عالم — لبریز تجلیات پیہم
ہر قطرہ ہو جو مثال بحر و بر — ہر ذرہ ہو آفتاب پیکر
وہ شان ہو آج رنگ و بو کی — مصداق ہو جل شانہٗ کی
لو ہم نے حباب کو عطا کی — آب حیواں کی میر بحری
فرمان بقا کے مستند ہوں — احکام فنا کے مسترد ہوں
کثرت و وحدت میں ہو کے فانی — حاصل کرو عمر جاودانی

مہمان حدوث کا قدم ہو — امکان پہ وجوب کا کرم ہو
سیرابی تازہ روپ دکھلائے — ہر شاخ خمیدہ راست ہو جائے
اسرافیل اپنی صور لائیں — پھر رنگ رمیدہ کو جمائیں
عزرائیل آپ کریں نہ دورا — ناکا روکے رہیں عدم کا
اللہ اللہ کیا سماں ہے — ہر شے کو حیات جاوداں ہے
سرسبزی ہے باغ میں جناں کی — آمد ہے بہار بے خزاں کی
لوح و قلم ادیب تقدیر — محو خط نسخ عالم پیر
ایام کا بخت پھر جواں ہے — پھر عہد شباب آسماں ہے
ہستی و عدم میں ایک لے ہے — لاشے کے بھی لب پہ آج نے ہے
کیفیت خرمی سے مسرور — رنگیں طبعان محفل نور
رضواں نے کہیں سبیل رکھی — ہر کوزۂ سلسبیل رکھی
طیار کئے بحکم باری — میکائیل یک طرف نہاری
آئے لئے ساغر و صراحی — کوثر سے کھنچی ہوئی صبوحی
گلدستے بہشت کے بنائے — جبریل درود پڑھتے آئے
بیٹھے ہوئے وہیں خوشی سے پھولے — غلمان لئے ہار حور گجرے
خاکہ ہے زمین و آسماں کا — نقشہ ہے مکاں میں لامکاں کا
گویا اتر آئی ہے زمیں پہ — مینا بازار چرخ اخضر
نازل ہوئے عرش سے فرشتے — سب حی علی الفلاح کہتے
حاضر ہوئی روح پاک آدم — دادا نے کہا کہ خیر مقدم

ہمرنگ ارم زمانہ بشگفت   طوبیٰ لک یا ایا البشر گفت
انوار ہیں نوحؑ کے نمایاں   یا ابر کرم کا جوش طوفاں
رحمت کے لباس میں چپ و راس   شیثؑ و ادریسؑ و خضرؑ و الیاسؑ
یمن و برکت لئے ہیں موجود   ہارونؑ و شعیبؑ و صالحؑ و ہودؑ
خاتم پہ لکھے ہوئے سلیماں   نقش تسخیر جن و انساں
بسم اللہ صاد صبر ایوبؑ   الحمد کتاب شکر یعقوبؑ
یوسفؑ مع عزت و مناصب   یونسؑ مع ماہی و مراتب
داودؑ لئے زبور پہونچے   موسیٰؑ مع شمع طور پہونچے
کعبے میں خلیلؑ کا ہے جلوہ   بت کرنے لگے خدا کا سجدہ
اسحاقؑ مع ذبیح آئے   لقماں مع مسیح آئے
تھے حسن فروش جلوہ مشتاق   ارواح کے ساتھ ساتھ اخلاق
انواع محاسن و کمالات   اقسام صفات و شمّہ حالات
جو کچھ اب تک ہوا ازل سے   ہونے والا ہے جو کچھ آگے
ہر نکتہ جانفزائے ناسوت   راز ملکوت و سرّ لاہوت
توحید کی شان راست بازی   تجرید کی وضع بے نیازی
استغنا ہمرکاب تسلیم   اقبال کے ساتھ تخت و دیہیم
دانش دانائے سرّ مکنون   سرمایۂ نازش فلاطون
وہ نظم فصیح جس کا سحباں   طفل نا خواندہ دبستاں
وہ دولت وجاہ روزافزوں   جس کے بندوں میں تھا فریدوں

حاتم کا وصف جود کامل — عدل انوشیروان عادل

حکمت مفتاح قفل مقصود — علم آئینۂ وجود مسعود

ہر گوہر قلزم ولایت — ہر نیر مطلع ہدایت

صدیقؓ کا صدق و استواری — عثمانؓ کا حلم و بردباری

آوازہ عمرؓ کی صاحبی کا — اور دبدبہ مرتضٰے علیؓ کا

ریحان بہشت روح پرور — خلق حسنؓ شگفتہ منظر

رنگینی لالہ زار ایمان — جانبازی سید شہیدانؓ

آثار مجاہدین ابرار — انوار مہاجرینؓ و انصارؓ

مقبولی بایزیدؒ و ادہمؒ — محبوبی خاص غوث اعظمؒ

عرفان ابوسعید و کرخی — روشن دلی جنیدؒ و شبلیؒ

گستاخی عاشقان مغرور — رسوائی دار و گیر منصورؒ

عشق آفت عاشقان جانباز — حسن آئینۂ تجلی ناز

مجنوں و ہجوم حسرت دل — لیلیٰ مع ساربان و محمل

القصہ یہ دیکھ کر تماشا — حیرت ہوئی آ کے جلوہ فرما

کہتی ہوئی کیا ہے آج ساماں — کھلتا نہیں یہ کچھ سر پنہاں

خورشید فلک کے سائباں ہیں — یوسف ہے غبار کارواں ہیں

خلوت گہ حسن ہے زمانہ — اور جلوۂ صبح شاہدانہ

ڈوبے ہوئے رنگ میں چمن کے — نکھرے ہوئے روپ میں دلہن کے

خورشید ظہور کا شرف ہے — معراج نظر کو ہر طرف ہے

مظہر کا خطاب میرزا ہے   منظر کا لقب ابوالعلا ہے

شبنم کو دمِ فلک مآبی   مٹی میں کمال بوترابی

ہر قطرہ میں آب و تابِ گوہر   ہر موج شعاعِ مہرِ انور

آفاق میں ہے تجلّیِ نور   یا شانِ نزولِ جلوۂ طور

کرتا ہے فلک سجود پیہم   مائل بزمیں ہے عرشِ اعظم

اونچی ہوئی یہ مکان کی کرسی   سب کھل گئی لامکان کی قلعی

مرکز کو چلی گئی ہے کیا نار   آتشکدے سے گل ہوئے جو یکبار

پانی طوبیٰ کی جڑ میں پہنچا   جو خشک ہوا ہے بحر ساوا

ہے خاک کی طرح میں روانی   جو دشت سماوہ میں ہے پانی

چلتے ہیں یہ کس ہوا کے جھونکے   ہوش اُڑ گئے ہیں جن سے کاہنوں کے

باندھا وہ قضا نے لعن کا لام   ابلیس کی فوج میں ہے کہرام

بت مہرِ سکوت بر دہاں ہے   بتخانوں میں شور الاماں ہے

کس کی شوکت کا زلزلہ ہے   قصرِ کسریٰ جو ہل رہا ہے

ہے کس کو خطابِ ایزدِ پاک   لولاک لما خلقت الافلاک

گم نورِ وجود میں عدم ہے   آغوشِ حدوث میں قدم ہے

ہے فرش پہ عرش کی تجلّی   کہتے ہوئے لا الٰہ غیری

ہے قبلہ ہر ایک سمت پُر نور   ہر بیت ہے مثلِ بیتِ معمور

ہر نقش کمال کا سزاوار   ہر جزو میں عقلِ کل کے آثار

کیا رنگِ قبول جلوہ گر ہے   ہر گل پہ ہزار کی نظر ہے

ہے چاندنی ایک ماہ پیکر — سورج بھی آفتاب انور
اور نگ نشین باغ ہے گل — اور ہفت ہزاریوں میں بلبل
ذی حشم خزانہ اشرفی ہے — صد برگ کا علم پانصدی ہے
عباسی کو دعوے فتوت — داؤدی کو شبہہ نبوت
ہر دانہ ہے عابد سحر خیز — ہر ذرہ ہے خاک شمس تبریز
القاب نسیم دامن دشت — مخدوم جہانیاں جہاں گشت
خالق کا کرم ہے فیض گستر — بخشش کا صلا ہے عام گھر گھر
روئے حسنات سوئے اخیار — چشم رحمت سوئے گنہگار
ہے فکر میں عابدوں کی طاعت — محسن کی تلاش میں شفاعت
جیسی اس دن سحر ہوئی ہے — ایسی کبھی پیشتر ہوئی ہے؟
ایں نسخہ چہ انتخاب دارد — ایں صبح چہ آفتاب دارد
ناگاہ بجلوۂ عبارت — پیدا ہوئی غیب سے بشارت
یہ صبح سعادت جہاں ہے — نوروز بہار جاوداں ہے
مفتاح خزینہ ہائے اسرار — مصباح تجلیات انوار
ہے بدر کمال اوج تشبیہ — لبریز جمال مہر تنزیہ
نازل ہے زمیں پہ کبریائی — بندے کے لباس میں خدائی
اس وقت دیار میں عرب کے — مطلع سے تجلیات رب کے
برج شرف قریشیاں میں — اور ہاشمیوں کے خانداں میں
کعبے کی زمین نامور سے — اور عبدالمطلب کے گھر سے

اسلام کا آفتاب چمکا ۔ بے پردہ و بے نقاب چمکا

پیدا ہوئے سرورِ دو عالم ۔ پیدا ہوئے فخرِ نوحؑ و آدمؑ

محبوبِ خدا نبیِ مرسل ۔ صبحِ دو عالم روزِ اول

شاہنشہِ انبیا محمدؐ ۔ تاجِ سرِ اصفیا محمدؐ

پیدا ہوئے حضرتِ پیمبرؐ ۔ صبحِ قدرت کے سعدِ اکبر

واللیل اشارتے ز موئیش ۔ والشمس عبارتے ز رویش

خورشیدِ سپہرِ دین محمدؐ ۔ نورِ عین الیقین محمدؐ

پیدا ہوئے قبلۂ طریقت ۔ پیدا ہوئے کعبۂ حقیقت

مقصودِ ازل اجل و اعلیٰ ۔ منظورِ حضورِ حق تعالیٰ

سلطانِ فلک حشم محمدؐ ۔ مہرِ عرب و عجم محمدؐ

پیدا ہوئے پادشاہِ ذی جاہ ۔ آرائشِ تختِ لی مع اللہ

عینِ عرفان و مردمِ عین ۔ ابروئے جبیں قاب قوسین

جان و دلِ مرسلین محمدؐ ۔ روحِ روحِ الامین محمدؐ

پیدا ہوئے خاتم النبیینؐ ۔ مہرِ عرفانِ عز و تمکین

با میم احمدؐ احد بلا میم ۔ شائستۂ صد صلوٰۃ و تسلیم

گنجینۂ اصطفا محمدؐ ۔ آئینۂ حق نما محمدؐ

محوِ رضوانِ حق روانش ۔ آل و اصحاب پیروانش

کیفیتِ وجد میں ہے آپ ذوق ۔ کہتا ہے خطیبِ خامۂ شوق

ہے ذکرِ ولادتِ پیمبرؐ ۔ اعلیٰ اولیٰ اہم و اکبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخمس نعتیہ

تاریخ قصیدہ از مصنف قصیدہ
ابیات نعت ۱۲۷۳ھ[1]

تاریخ مخمس از مصنف خمسہ
مخمس نعتیہ ۱۲۷۵ھ

میں بسم اللہ آزادی ہوں سر پر تاج ہے مد کا | الف آزادگی کا رستہ نقشہ ہے مرے قد کا
تجرد تختۂ اول ہے میرے مشق بے حد کا | مٹانا لوح دل سے نقش ناموس اب و جد کا
دبستان محبت میں سبق تھا مجھکو ابجد کا

کسی کو بے خطا مارا ہے اس نے تیر مژگاں سے | کہ آیا جوش میں طوفان خجالت آب پیکاں سے
پریشانی عیاں ہے سر بسر کیوں زلف جاناں سے | الٰہی کس کے غم میں نکلے آنسو چشم فتاں[2] سے
کہ عطر فتنہ میں ڈوبا ہے رومال اس بہی قد کا

سے بیدرد حسن صاف تک تھی ساری مشتاقی | گیا وہ دور اب کس لیے کیوں ہے اتنی ناچاقی
یہ ٹھنڈی گرمیاں کچھ چھوڑ کچھ انصاف کر ساقی | کہاں ہے آتش یاقوت لب میں وہ بھڑک باقی
کہ خط سبز نے چھینٹا دیا آب زمرد کا

صف اغیار ہے مجلس نشیں پہلوئے قاتل میں | کوئی کہدے کہ مجھکو کیوں پہ ضبط رکھنا ہے مشکل میں
یہی تعزیر دی اتنی تو ہو میری جگہ دل میں | کنارے پر بٹھا لے مجھکو ظالم اپنی محفل میں
گناہ شوق بیجا سے جو میں ہوں مستحق حد کا

---

[1] این تاریخ صنعت زبر و بینہ است کہ اعداد آں بدیں طور گرفتہ شوند الف با یا و الف
تا ۱۱۱ ۱۴ ۲ ۵۱۲ نون عین تا ۱۰۸ ۱۳۱ ۵۳ ۱۲۷۳ ۱۲

[2] اشک چشم فتاں با عطر فتنہ لفظ مناسبت تمام دارد ۱۲

قلم رکھدے قلم کر اپنے دونوں ہاتھ خنجر سے | سراپا اُس کا تو کھینچیگا سر توڑ اپنا پتھر سے
چلا ہے کھینچنے اُس قد کو کیا قمری کے شہپر سے | بنایا خامۂ مو گو ہمارے دست لاغر سے
کھنچا لیکن نہ دامن اے مصوّر اُس سہی قد کا

کیا گو صفحۂ تصویر دل کا آئینہ تو نے | مگر جلوے نہ دیکھے اُس میں عکس روی تاباں کے
نہ کھینچی خال کی رنگت سواد چشم حل کرکے | بنایا خامۂ مو گو ہمارے دست لاغر سے
کھنچا لیکن نہ دامن اے مصوّر اُس سہی قد کا

یہ اسباب جفا مٹ جائیگی نقش فنا ہوکر | کمند اے ترک رہ جائیگی آہ نارسا ہوکر
کمان بل کھائیگی اوتریگا چلہ کس ہوا ہوکر | اُڑینگے چٹکیوں میں تیر ترکش سے جدا ہوکر
ہمارے بعد ہے اللہ تیرے ظلم بے حد کا

زبانیں خلق کی میرے سنبھالے کب سنبھلتی ہیں | کلیجے پر برابر برچھیاں طعنوں کی چلتی ہیں
نئی عادت جو ڈالی کب یہ باتیں ہمکو چھلتی ہیں | تجھے تم مجھ سے کیوں کہتے ہیں باتیں ثنا میں نکلتی ہیں
تمہارے پردے میں عالم ہے ذوالقرنین کی سد کا

خبر آنے کی تھی پیغام اجل کا جان مضطر کو | الف آسا بنایا لاغرا نے جسم لاغر کو
مٹایا نیستی نے یک قلم ہستی کے دفتر کو | ہوا میں ناتواں سن کر صدائے پائے دلبر کو
مجھے کھٹکا تھا مثل ہمزۂ وصل[1] اُسکی آمد کا

جو فکر شعر کی موج آگئی صحرائے وحشت میں | گیا جی ڈوب ڈوبے اس قدر دریائے [illegible] میں
در معنی نہ پایا اور کوئی جوش رقت میں | لکھے رو رو کے مضموں بیکسی کے دشت غربت میں
زمین شعر پر عالم ہوا دریا بر آمد کا

---

[1] ہمزۂ وصل از اتصال لفظ سابق ساقط میشود۔ ۱۲

دکان حسن جسکی بندہ بے دام خلقت ہے — تہ محراب ابرو سجدہ آب عین عبادت ہے
خریداری تری جاں بیچکر حکم شریعت ہے — ترے بازار میں ایمان فروشی رکن طاعت ہے
دم سودا بنا سنگ ترازو سنگ اسود کا

ترے آگے زمیں میں گڑ گیا سرو چمن واللہ — خراماں تو ہوا کبک دری بھولا چلن واللہ
غضب کی ہے بلا شوخی قیامت بانکپن واللہ — تری کیا بات ہے اے شاہد پاک سخن واللہ
عجب انداز ہے ناز و ادا کا چال کا قد کا

ترا کلمہ پڑھیں کیونکر نہ خوبان جہاں یکسر — نہیں ہے تجھ سا کوئی قاف تا قاف اے پری پیکر
گرا نظروں سے حسن او خطاں زیر و زبر ہو کر — مقابل تیرے سو طرف آئے خوبان نگاریں پر
ادا و ناز میں موجد ہے تو طرز مجدد کا

مری باریک بینی یا کمر کا تیری مضموں ہے — مری رنگیں بیانی یا ترا رخسار گلگوں ہے
مری سحر آفرینی یا تری آنکھوں کا افسوں ہے — مری طبع رواں ہے یا ترا قد موزوں ہے
مرا مصرع ہے یا سیدھا سا مضموں ہے ترے قد کا

مخمس تیری پانچوں انگلیوں کا ایک خاکہ ہے — رباعی چار ابرو کا مقرر سادہ نقشہ ہے
جو رنگیں قطعہ ہے یاقوت لب کا ایک ٹکڑا ہے — تری زلف رسا کا شعر اک ادنیٰ سا لٹکا ہے
کرشمہ ہے غزل تری غزال چشم اسود کا

سنانے بلبل شیراز کے دلکش نہ ہوں کیونکر — کہ تیری بوستان حسن ساری ہے اسے ازبر
ملا رنگ قبول ایسا کہ مثل لالہ احمر — لکھا سو جاں سے دیباچہ گلستاں کا سویدا پر
تصور جسکے دل میں خال خال آیا ترے خد کا

جو ایمان ہو سراپا مصحف ناطق تجھے سمجھے — ہوئے ہیں معنی والشمس روشن پرتو رخ سے

سواد زلف سے حل ہو ہو اللیل کے عقدے　　بعینہٖ[1] افتتاح سورۂ صاد آنکھ کو کہیئے
جو ابروے کشیدہ ہیں ہے نقشہ صاد کی مد کا

مضامیں شوخ چشم فتنہ گر کے فیض سے دیکھے　　ہوئے ہیں ماخذ رنگیں بیانی لعل لب تیرے
سر منہ سے ترے لب سے نکتے یک قلم نکلے　　نکالی چیستاں چوٹی کی گیسوے مسلسل سے
معما نام رکھا ہے ترے موے معقد کا

شب معراج کا مضموں بلا آنکھوں کے کاجل سے　　ہوئے حل معنی مازاغ چشمان مکحل سے
مری فکر رسا بڑھ کر جو اُلجھی خط اول سے　　نکالی چیستاں چوٹی کے گیسوے مسلسل سے
معما نام رکھا ہے ترے موے معقد کا

سواد خط ریحاں ہے یہ سنبل زار ہو بیشک　　گل مضموں نے پائی ہے گل عارض کی بو بیشک
ہوئی سحر البیانی تیری تحریر گلو بیشک　　یہ سب باتیں ہیں لیکن ہے دہن ہی گفتگو بیشک
کریں کیا ہم کو حق نے منہ نہیں بخشا خوشامد کا

سخنداں غیب داں بھی ہوں تو یہ راز خفی سمجھیں　　مٹائیں جب رقم ہستی کی حال نیستی سمجھیں
سمجھ حق نے جنہیں دی ہے معما یہ ہی سمجھیں　　محل[2] گفتگو میں کیا حساب خامشی سمجھیں
مگر صفر دہان تنگ اشارہ ہے ندارد کا

دہن کے مدعی ہیں بیخود صہبائے نادانی　　جب آخر لگا یہ نشہ آپ کھنچیں گے پشیمانی

---

[1] افتتاح سورۂ صاد حرف ص خط و در اسم قرآن نوشتن مدیر حرف مذکور صورت مشابہت با چشم و ابرو پیدا کردہ ۱۲

[2] یعنی گفتگو کے محل میں خامشی کا کیا حساب ہے اس سے لازم آتا ہے کہ دہن ندارد ہے اور قاعدہ حساب میں صفر علامت ہے مرتبہ کے ندارد ہونے کی فقط

نہیں اتنا سمجھتے ہے کشاں بزم حیرانی　　دہن[1] ہوتا تو پھر کرتا نہ کیوں پیمانہ گردانی
یہ نقطہ ہو کے مرکز دور میم مدح احمد کا

وہ احمد جسکے پرتو سے ہے دل آئینہ معنی　　ثنا سے جس کی صندوق جواہر سینہ معنی
مرصع دست کاتب ہیں پری وسفینہ معنی　　ملا ہے لب کو جسکے وصف سے گنجینہ معنی
زباں نے رتبہ پایا ہے کلید قفل ابجد[2] کا

بٹھا کر صف بصف چاروں طرف انبوہ قدسی کو　　چراغاں کی عوض چمکا کے انوار تجلی کو
بنا کر آئینہ فردوس کی ہر اک کیاری کو　　بچھا کر فرش اطلس کو جما کر عرش و کرسی کو
ازل سے انتظار اللہ کو تھا جسکی آمد کا

خضر تعلیم پائے رہبری جس کے دبستاں ہیں　　سلامت نوح جسکی جوشش الفت سے طوفاں ہیں
گدا ادریس جس کے کوچہ چاک گریباں ہیں　　قدم آنے سے جس کے مصر شہرستان امکاں ہیں
ہوا ہے یوسف کنعاں لقب حسن مقید[3] کا

بچھائے آنکھیں جس کے خواب میں آنکو ہر شیدا　　کیا ہے جس نے داماں شفاعت پردہ عصیاں کا
حمایت پر ہے جس کی امت مرحوم کو تکیا　　ہمارا خواب[4] غفلت تکیہ گاہ مغفرت ٹھہرا
بروز حشر بن کر خواب مخمل جس کی مسند کا

---

[1] یعنی گر دہن فی نفس الامر موجودمی بود نقطہ مرکز دور میم مدح مے شد تا پیمانہ کش ہا کہ از مقتضیات عدم دہن ست نصیب مے شد واز نقطہ کہ دور دلالت بر گردش دارد مناسبت پیمانہ گردانی ظاہر ۱۲

[2] قفل ابجد عبارت از دہن ۱۲

[3] مناسبت لفظ مقید با یوسف علیہ السلام ظاہر ۱۲

[4] یعنی خواب غفلت چوں خواب مسند مخمل حبیب خدا گردید مغفرت را تکیہ گاہ شد ۱۲

فروغ اُس سے شریعت کا ہے بیاض حقیقت کا وہی رنگ رخ ناسوت شمع بزم لاہوتی
وہی ہے رونق ظاہر وہی ہے زینت مخفی بیاض عارض صورت سواد گیسوئے معنی
جواہر[1] سرمہ چشم گردش[2] چرخ زبرجد کا

عجب صورت سے چمکا اختر آئینۂ عالم صفا پاتا ہے اُس سے جوہر آئینۂ عالم
ہوئی خاک قدم خاکستر آئینۂ عالم جلا سے کن فکاں روشنگر آئینۂ عالم
سعادت[3] ہے شرف ہے نیر نور مجرد کا

گرا دی قیمت جام شراب پرتگال اُس نے جدا کی ساغر افلاس سے گرد ملال اُس نے
نکالا اپنے مستوں کیلئے گدڑی سے لعل اُس نے مے انگور ہی الفقر فخری کی حلال اُس نے
لڑا ہے جام جم سے سنگ مقصود اُسکے مقصد[4] کا

سوا اللہ کے دامن کش اوروں کے توسل سے نہ اُس کو کام حشمت سے نہ کچھ مطلب تمول سے
شہنشہ دونوں عالم کا مگر نفرت تجمل سے سر ہر جاہ پر فخر اُس کو دیہیم توکل سے
حریم ناز ہیں تکیہ خدا پر اُسکی مسند کا

چمکیں ہیں رخ انور کہیں خورشید سے افضل یہ نقشہ نقش ثانی اور نقش یوسفی اول
شبیہ مصطفیٰ ہو کیوں نہ ہر مخلوق سے اکمل کھنچی ہے رحمت یزداں کی گویا شکل مستقبل
تعالی اللہ رنگ عارض اُس نور مجرد کا

---

[1] اضافت مقلوب بمعنی کحل الجواہر ۱۲

[2] گردش را با چشم مناسبتے ست ہمان وجہ تشبیہ است ۱۲

[3] سعادت وشرف از صفات نیر و نور مجرد لفظے عام پس معنی بگستاخی نمی کشد ۱۲

[4] مقصدش فقر بود و شوکت و تجمل شاہانہ شکستن ۱۲

مخمس نعتیہ

نہیں گو کام عین عام رحمت کو تغافل سے — خصوصیت کی صاد آنکھیں ہیں گیسو کھول تا بل سے
نہ دیکھیں کیوں گنہگاروں کو وہ چشم تفضل سے — سر تاکید منظور خدا ہے لام کاکل سے
ہوا اظہار دو ابرو سے یک نون مشدد کا

وہ حور دھیان میں رکھتے ہیں ہم ہر چند عاصی ہیں — ہمیں در ہائے جنت کھڑکیاں دانتوں کی ہوتی ہیں
بھلا کر آپکو بولے ہیں طاعت پر جو نازی ہیں — تصور کرنیوالے آپکے بے شبہ ناجی ہیں
بھروسہ ہے ہمیں اللہ کے قول موکد کا

بہت اونچے گئے موسیٰ تو کوہ طور تک پہنچے — بہت بل کیا عیسیٰ نے کھینچے چرخ پہ چلے
نشانے دونوں تھے آپکے نشانے سے کہیں نیچے — ہدف ہو ہو گیا زور کماں دار نبوت سے
مقام قاب قوسین او ادنیٰ تیر مقصد کا

ہدف ایسا مقابل شست ناوک کی اگر پائے — کماں کھینچے کماندار آپ کھینچکر تا ہدف جائے
عجب کیا کہ احمد بڑھتے بڑھتے تا احد آئے — کشش جب قاب اندازانہ کی زور دکھلائے
کماں حا سے چلہ کیوں نہ اتنے میم احمد کا

مدینہ کی طرف جائیں کہ ہم کعبہ کا لیں رستا — نظر آتا ہے ان دونوں گھروں میں ایک ہی جلوا
کہاں اب جبہ سائی کیجئے کچھ بن نہیں پڑتا — احد کو کیجئے یا احمد بے میم کو سجدہ
عجب مشکل ہے مضمون ہے مری مفہوم مردد کا

سلہ یعنی از عارض انوار لفظ الرحمن پیدا شد بدین طور کہ صیغۂ مستقبل از رحمت و لام کاکل پیدا ئے لام تاکید و نون مشدد و دو ابرو پیدا ئے نون ثقیلہ ۱۲

ٹلہ حا با کمان مشابہت دارد و چلہ با میم باعتبار عدد مناسبت دارد و لفظ احمد صورت وقوع میم در بطن حرف سر حا اسکل مقصود پیدا ساختہ گند ۱۲

احد احمد میں ایک ان دونوں کا مضمون مطابق ہے — ہر اک انمیں سے ہے معشوق ہر اک انمیں عاشق ہے
نہیں مطلق دوئی کو دخل یہ دعوی صادق ہے — دوئی بھی عین وحدت ہے محمد[۱] نفس ناطق ہے
مفسر ہے یہ جملہ آیۂ [illegible] کا

نبی تھے ہی رتبہ سب ہیں آپ لیکن سب سے برتر ہیں — یہ ہاں اپنے دعوی پہ ہے کافی ایسے خود پرور
صفی اللہ سے روح اللہ تک جتنے ہیں پیغمبر — ملا نون نبوت سب کو میم عمر کھونے پر
یہاں گھٹ جانا نہیں انکے احد ہوتا ہے احمد کا

گھٹے اعداد[۲] میم احمدی جب عمر حضرت کے — نبی تو آپ تھے ہی بڑھ گیا پایا نبوت کے
ہوئے ہمنام بار بخت چمکا نور وحدت کے — ہوا رتبہ میں افزوں قاف قلت کا ق کثرت کے
معما پا گئی چشم تامل صاد سے صمد[۳] کا

جو پہنچا موجزن ہو کر تجلی گاہ یزداں میں — بھرے سب قدسیوں نے گوہر مقصود داماں میں
سراپا دونوں عالم غرق ہیں اس بحر عرفاں میں — چڑھا قاف قدم تک اور اترا کاف امکاں میں
ہے شور اس قلزم گوہر نما کی جذر کا مد کا

دم جنگ آپ نے تلوار کا جب کاٹ دکھلایا — سیہ کاروں نے خوب اپنی سیہ کاری کا پھل پایا
سروں پر ابر شمشیر ہلالی اس قدر چھایا — ہوئی شام آفتاب بت پرستی پہ زوال آیا
مہ نو خوب چمکا بدر میں تیغ محمد کا

ہوا اسکی عداوت کی سمائی جب کسی سر میں — مآل کار بربادی ہی تھی اس کے مقدر میں

---

۱ میم مشدد و حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنا بر یک میمی بجائے دو میم است ۱۲
۲ اعداد میم چہل اند و انبیا بعد گذشتن چہل سال عمر مرتبہ عالیہ نبوت فائز شدہ اند فقط ۱۲
۳ عدد صاد نود است و اگر الف گم شود صمد گردد ۱۲

پھرا جو اُس سے آیا گردش قسمت سے چکر ہیں — اُتارا کاسہ سر باڑھ کے ڈورے نے دم بھر میں
بنا چاک اُس سے گو برگشتہ ہو کر فلک مرتد[1] کا

عدو پر بھی عجب انداز سے کرتا تھا وہ شفقت — عداوت بھول جاتا تھا نظر آتی تھی جب صورت
یہاں تک پھیلی اُسکے گلشن اخلاق کی نکہت — عداوت ہو گئی تاثیر خلق عام سے اُلفت
سبب ہے شعلہ سیل آب شمشیر مہند کا

شرار برق خاطف سے ہوں لٹنے وانہ خرمن — چھٹے پانی تو حق آتش سوزاں ہو روغن
کرے باد سحر شمع سحر کو بھونک کر روشن — عجب کیا ہے کہ خواب ناز میں سوتی رہے ناگن
نہ کھولے آنکھ اگر چھینٹا نہ دیں آب زمرد[2] کا

عداوت یکقلم زائل محبت نقش ہر دل ہے — جو قاتل تھا وہ عیسیٰ ہے جو ظالم تھا وہ عادل ہے
کہاں اب پیدا احول و بنی ہر شے سے زائل ہے — نہیں حیرت کے قابل گر کسو میں اثرہ واصل ہے
بیاں ہے یہ لب تشدید[3] حرف مشدد کا

نبی سے مرتبہ بڑھکر ہے کیا کہئیے نبی اُس کو — فضیلت فرو فرد انبیا پر حق نے دی اُس کو
خدا کا فضل روز افزوں ہو جس پر کیا کمی اُس کو — وصال حق سے حاصل ہے بقائے دائمی اُس کو
یہاں ہے وصل و باقی نتیجہ ایک ہی مد کا

بنا جب سامان جسد روح و قالب کی جدائی کا — جگر شق ہو گئے ہنگامہ محشر ہوا برپا
زمیں تھا آسماں عز و تمکیں پیکر والا — پڑا لرزہ زمیں میں جسم اطہر جب اُسے سونپا

---

۱ لفظ مرتد که قافیه این بیت است بالفاظ مناسب جمع شد ۱۲

۲ حالانکه آب زمرد قاتل است ۱۲

۳ چه اثره جدا میکند و تشدید که صورت اثره دارد دو حرف را وصل میدهد ۱۲

سکوں کے واسطے نافع ہوا تعویذ مرقد کا

اندھیرا چھا گیا ہر سو غروب مہر انور سے | اوڑھائی آسماں کو نیلگوں چادر اسی غم نے
عزیز مصر کہ تھے مہ کنعاں لٹے تھے | عجب کیا ہے اگر کعبہ لباس ماتمی پہنے
کرے ہم چشمی یعقوب پارہ سنگ اسود کا

غم جانسوز حضرت سے فرشتوں کے ہیں دل پانی | قلم کی سینہ چاکی کچھ نہیں ہے جائے حیرانی
زہے فیض ثواب ماتم محبوب یزدانی | سر سر خامہ سے اس غم میں ہو گر مرثیہ خوانی
قلم کو ہے گماں بازو ملے[له] اللہ کے ید کا

کھنچا سطح زباں پر جب سے خط روضۂ انور | شعاع مہر کو پرکار کے مانند ہے چکر
ثواب طوف حج پاتے ہیں قدسی گرد پھر پھر کر | شب و روز آسماں ہوتے ہیں قرباں اس کے روضہ پر
کہ ہے تو دائروں میں ایک مرکز کاف گنبد کا

نہیں برج قمر بقعہ ہے انوار موبد کا | برابر رات دن فیضان ہے نور مجرد کا
عجب عالم کلس پر ہے عجب جلوہ ہے گنبد کا | بیاں ہو کس سے شان روضہ پر نور احمد کا
کہ جس پر یک غلاف سبز ہے چرخ زبرجد کا

کروں صف بنایا وصف نعت اس کے مشہد کا | فلک کہنا سبب ہوتا ہے کہ شان گنبد کا
نہیں کرسی نشیں قبہ جو سمجھوں عرش امجد کا | لکھوں اک مختصر جملہ کہ روضہ ہے محمد کا
یہی مسند الیہ اچھا سبب ہے رفع[له] مسند کا

سپہر و مہر کا دعویٰ صداقت کو کہاں پہنچا | تعلی ہی تعلی تھی جو وقت امتحاں پہنچا
نہ تا قندیل در نور چراغ آسماں پہنچا | نہ گردوں کا غبار آتا غبار آسماں پہنچا

له ہمراہ مرثیہ خوان ہے پانشد ۱۲۱۱ھ قاعدہ نحو لیست کہ در جملہ اسمیہ مسند الیہ اول ہست ۲

مزا دونا ہو سرو خلد کے پہلو میں طوبیٰ ہو   میسر ایک جلوے میں مجھے لطف دوبالا ہو
کروں میں دیدۂ احول سے نظارہ ترے قد کا

لکھوں کیا مدحت خط لب جاں بخش حضرت میں   کہ ہے وہ حسن مطلع صفحۂ مہر قیامت میں
بلند اک بیت ابرو فرد کلیات فطرت[1] میں   بیاضی مطلع عارض ترا دیوان وحدت میں
نکیلا مطلع ایجاد میں مصرعہ ترے قد کا

رسالت سے تری منظور خدا سب کو ہدایت ہو   مگر مشکل یہ تھی ذات ایک تیری اور عالم دو
نہ ہے حکمت کہ آئے راہ پر برگشتہ تھے جو جو   بنایا رہنما جب عالم ایجاد کا تجھ کو
ہوا خضر سر راہ عدم سایہ ترے قد کا

دوئی سے کیوں تنفر ہو نہ حضرت کی طبیعت کو   بنایا نور یکتائی سے سرتاپائے حضرت کو
پسند آئی نہ تکرار اپنے جلوہ کی بھی قامت کو   نہ رکھا سایہ تک باقی مٹایا نام کثرت کو
جو روشن بزم وحدت میں ہوا اکّا ترے قد کا

بیان شان بسم اللہ ہے ابرو کی آیت میں   خلاصہ سورۂ والشمس کا ہے تیری صورت میں
تری باتیں شریعت ہیں ترا جلوہ طریقت میں   کلام ناطق آیات قرآن حقیقت میں
سراپا معنئ تحقیق ہے جملہ ترے قد کا

نہیں ہے تجھ سے بالاتر ایک بھی قدرت کی نیرنگی   تجلی دو جہاں کی تو نے اپنی ذات میں دیکھی
ازل سے ہے تری تقدیر سے محبوب حق چمکی   خدا نے زیب و زینت کی جو بزم آفرینش کی
لگایا اس میں قد آدم[2] آئینہ ترے قد کا

---

[1] فطرت تام شاعری بود لہٰذا لطف دوبالا شد ۱۲
[2] قد در زبان عربی گاہے بمعنی تحقیق و گاہے بمعنی تقلیل مے آید ۱۲

بہت پُر زور تھا ہر چند خامۂ دست قدرت کا — نہ تھا آسان لیکن کھینچنا محبوب کا نقشا
پس صد محو و اثبات ایک مدت میں کھینچا خاکہ — مٹا ڈالیں بنا کر صورتیں آدم سے تا عیسےٰ
تب آیا راست نقشہ کلک قدرت سے ترے قد کا

اُڑا لینا بہت دشوار ہے میرا چلن محسن — ٹھہر سکتے نہیں آگے مرے ارباب فن محسن
بھلا دیتا ہوں میں دم بھر میں سارا بانکپن محسن — مقابل مجھ سے ہو کیا مرد میدان سخن محسن
کہ جوہر ہے مری تیغ زباں میں وصف احمد کا

امیرؔ[۱] اُس کا مقولہ ہے کہ جو اس راہ پر آئے — جھکائے وہ سر تسلیم پہلے پاؤں پر میرے
عجب اُٹھا گھر سے تعلیم پائی اشکؔ[۲] سے میں نے — فضائے تنگ میدان قلم میں نقطۂ خط سے
پٹے استاد نے مجھ کو سکھایا ہے پھری گدکا

نہ ملج غیر سے مطلب نہ دم سے اس قلمرو میں — قلم جاری ہے احمد کے کرم سے اس قلمرو میں
حسد کر کے کہاں جائیگا ہم سے اس قلمرو میں — سزا حاسد کو ہے دار قلم سے اس قلمرو میں
کہ یہ دار الحکومت ہے مظفر کا مؤید کا

زبان تیز کے جوہر زباں داں ہو تو پہچانے — ولایت میں صفیں کیں صاف اس تیغ مصفا نے
گرے کٹ کٹ کے دست شکر سے ترکی کے دستانے — کیا شیراز کو پامال اُردوئے معلا نے
گیا مان اصفہاں لوہا مری تیغ مہند کا

قصیدہ لکھ رہا ہوں نعت میں اعجاز ہے روشن — سواد ہر قلم ہے دود شمع طور کا مخزن
قلمداں جیب کوہ طور و بستہ طور کا دامن — عصائے موسوی خامہ ورق ہے وادی ایمن

ل۱ امیرؔ تخلص جناب منشی امیر احمد صاحب ابن مولوی کریم احمد صاحب از اولاد حضرت شاہ مینا صاحب لکھنوی قدس سرہٗ ۱۲
ل۲ مولوی ہادی علی صاحب اشکؔ ۱۲

ید بیضا کو داغ رشک رہتا ہے مرے ید کا

زمیں آسماں سے ہے کہیں میرا بلند اختر — ہر اک صفحہ مرے دیوان میں رشک مہ انور
چمک ہر معنی روشن کی طرہ پر تجلی پر — پڑا ہے طور کی چوٹی میں مو با فسا زری بنکر
لکھا جو شعر وصف روئے تابان محمد کا

ہوئے ہیں منتظم ہر چار ارکان سخن مجھ سے — منور ہے چراغ طاق ایوان سخن مجھ سے
جہاں میں ہے فروغ نور ایمان سخن مجھ سے — زمین شعر پر نازل ہے قرآن سخن مجھ سے
کتاب آسمان اک نسخہ ہے لوح زبرجد[1] کا

فلک کب ہم عنان توسن طبع رواں پہنچا — فرشتوں کے جہاں پر جلتے ہیں اکثر وہاں پہنچا
بکھیرے اپنے تارے تا فضائے لامکاں پہنچا — سخن میرے قلم کی بے سواری کے کہاں پہنچا
کہ کالے کوسوں سبز رنگیا چرخ زبرجد کا

مضامیں مختلف ہوں فکر عالی کا اشارا ہے — کہ تخصیص قوافی سے مناسب اب کنارا ہے
طبیعت باڑھ پر آئی ہے دل نے جوش مارا ہے — مری طبع رواں کا پھر اسی گھاٹ ابا و تارا ہے
تماشا دیکھئے بحر سخن کی جذر کا مد کا

زہے زیبا مکاں دونوں میں ہے جلوہ نور بے حد کا — وہ اک غنچہ ہے اک گل ہے مرے گلزار مقصد کا
کہیں ہے سر اطلاق مطلق کا کہیں مظہر مقید کا — احد کا غیب میں مورد شہادت میں اظہار احمد کا
ہے مشہود ایک ہی دو تہ نمائے ہائے اشہد[2] کا

ہوا جب قصد میر النعت میں موزوں قصیدہ ہو — لکھے مطلع برابر کے جو پائے قافیے دو دو

---

[1] لوح زبرجد عبارت از توریت کہ قرآن شریف منسوخ کرد ۱۲
[2] اشہد اشارہ از کلمہ شہادت ۱۲

نہیں آتا ہے مجھ پر حرف گر انصاف سے دیکھو — بہ مجبوری لکھا الیہ کی صورت لفظ اللہ کو
نہ آیا ہاتھ اچھا قافیہ جب کوئی احمد کا

ہوا تیرا ظہور آخر میں عالم کو نہ حیرت ہو — یہ مضموں صاف روشن ہے اگر چشم بصیرت ہو
مؤخر انبیا سے کیوں نہ خلق جسم حضرت ہو — یہ تھا منظور رفتہ رفتہ تکمیل نبوت ہو
خدا نے منتظر رکھا جو تیری آمد آمد کا

بڑا نکتہ ہے اس تاخیر میں جو غور سے دیکھے — کہ اس منصب سے پھر اور انبیا محروم رہ جاتے
نہ اتنے واسطے پیدا کیا حق نے تجھے پہلے — کہ دست صنع کو فارغ ہوا مقصود اصلی سے
مقید پھر نہ ہو گا مطلق ایجاد مقید کا

خلیل اللہ نے کی واہ کیا ہی گرم پروازی — لگائی تجھ سے لو اسے گرمی بازار طنازی
ہوئے انگارے غنچے پھول شعلوں کو سرفرازی — ترے رشتہ سے مثل شمع کے آتش سے گلبازی
ہوا ہے تجھ سے روشن نام تیرے جد امجد کا

غلط ہوں دفتر آئیں کاتب اعمال چکر میں — مدین کی ہی کی رہ جائیں باقی سلسلے دفتر میں
بدی کی جو رقم ہو جا پڑے منہائی کے گھر میں — مناسب ہو تماشا تیری گر دیوان محشر میں
صحیح آئے نہ میزاں میں سیاہ دفتر بد کا

سوا اللہ کے لاعلم ہیں سب تیری فطرت سے — ملک جن و بشر کوئی نہیں واقف حقیقت سے
مقدم ایک کی خلقت نہیں ہے تیری خلقت سے — کھنچی پہلے تری تصویر ازل میں دست قدرت سے
ہوا لفظ محمد سے اشتقاق اول ترے خد کا

مناسب ہے تری مژگاں کی چلمن بیت یزداں کو — مزین ہے ترے خط کا کنایہ عرش رحماں کو
ترے عارض کا شمسہ چاہیے ایوان ایماں کو — ترے ابرو کی ہے محراب لازم طاق عرفاں کو

در اسلام کو درکار ہے بازو ترے ید کا

دکھائے خسرو انجم نہ مجھ کو آسماں جاہی — مری نظروں میں ہے اک گردہ چتر شہنشاہی
ہوئی تیرے مراتب کی کماہی کس کو آگاہی — تجمل کا ترے ماہی مراتب ماہ سے تا ماہی
ثریا سے ثور تک اک گاؤ تکیہ تیری مسند کا

نہ گذرے کیوں ترے اعدا کی ذلت اور خواری میں — محب کیونکر نہ پائیں حظ تری خدمت گذاری میں
غم و شادی ہیں دونوں محو تیری پاسداری میں — الم معروف تیرے دشمنوں کی غمگساری میں
خوشی کو کام ہے تیرے محبوں کی خوشامد کا

طبیعت کے سخنداں کو منظور آزمائش ہے — وگرنہ تیری مداحی سے مطلب تیری نمائش ہے
بہت دشوار باب نعت مدحت کی گنجائش ہے — ستائش کیلئے تو واسطے تیرے ستائش ہے
کہ ہے مذکور قرآں میں ترے اوصاف بے حد کا

خداوند دو عالم آپ تیری مدح کرتا ہے — صحف جتنے ہوئے نازل ہر اک میں ذکر تیرا ہے
جو ہو تیری ثنا ہر بند ہم میں سے وہ سچا ہے — سوا تیرے کسی کی مدح کرنا جن کا شیوہ ہے
یہ سچ ہے وہ لئے پھرتے ہیں جھوٹا قفل ابجد کا

تری خدمت میں اے حاجت روا اب عرض ہے اتنی — روا ہوں حاجتیں تیرے ہی در سے دین و دنیا کی
تمنا ہے دوسرے کی ہو نہ آلودہ زباں میری — یہ خواہش ہے کروں میں عمر بھر تیری ہی مداحی
نہ اٹھے بوجھ مجھ سے اہل دنیا کی خوشامد کا

بڑھے سوز دروں داغ عشق فتنہ ساماں سے — تماشا ہے کہ چمک بخت نور مہر عرفاں سے
شرر نکلیں اٹھیں شعلے ہوا برق لمعاں سے — چمک ہے درد کی دل میں خیال روی تاباں سے
ستارہ اوج پر ہو جسکے ہم برج مشید کا

پھنسا لے دام گیسوئے مسلسل میں مجھے ایسا — یہاں جب تک ہے آب و دانہ تجھ پر پھڑکے دم میرا
رہوں میں رشتہ بر پا جب قفس چھوڑوں عناصر کا — کمند دل رہے چھوٹے نہ تیری ڈور کا پھندا
جو ٹوٹے دم کا دھاگہ طائر روح مقید کا

بنا دے مجھ کو ایسا مست اپنی چشم شہلا سے — کہ ہو مے سے تنفر روح بھاگے جام و مینا سے
دل وحشی کرے رم دونوں عالم کی تمنا سے — ہرن ہو نشہ میرا نشاتین دین و دنیا سے
رہوں خائف تصور کر کے میں دو دال سے[1] دو کا

کرے خاصیت اکسیر پیدا میری خاکستر — نہ عیب ہو خطا ہو مرے اعمال کا دفتر
محک میں امتحاں کی پیشگاہ حضرت داور — برنگ زر چڑھے سونا مرا میزان محشر پہ
اٹھوں میں قبر سے مخمور تیری چشم اسود کا

کرے بیتابیاں میرے لیے ہر موج کوثر میں — جگہ مجھ کو ملے رشتہ کی صورت قصر گوہر میں
رقم ہو نام میرا دفتر خاصان داور میں — فرشتے دیکھ کر مجھ کو کہیں دیوان محشر میں
جگہ خالی کرو مداح آتا ہے محمدؐ کا

لکھا ہے اس قصیدے کو جو میں نے وصف حضرت میں — عوض ہر بیت کے پاؤں سکونت قصر جنت میں
کئے ہیں لیک اکثر شعر موزوں وصف قامت میں — تلے اس نظم کا ہر حرف میزان قیامت میں
بطرز تازہ ہو وزن اپنے اشعار مجوّد کا

قصیدہ ختم ہوتا ہے صلہ اس کا عنایت ہو — اٹھاتا ہوں دعا کو ہاتھ وا باب اجابت ہو
بغل میں یہ قصیدہ سر پہ اکلیل سعادت ہو — ترے دربار میں ہر وقت رہنے کی اجازت ہو
مجھے سرکار سے خلعت ملے عیش مخلد کا

---

[1] یعنی دو دال اشارہ از دین و دنیا ۱۲

نہ تجھکو تیرے خالق سے کسی صورت جدا سمجھوں ظہور شان وحدت کا میں تجھکو واسطا سمجھوں
حق آئینہ ہو دل پر صاف اعلیٰ مدعا سمجھوں ترے عارض کو میں آئینۂ نور خدا سمجھوں
کہ فہم سر وحدت ہے الف ایماں کے ابجد کا

قمر سمجھوں رخ تاباں کو یا مہر سما سمجھوں کلف اُس میں جلن اس میں ہے میں سمجھوں تو کیا سمجھوں
یہ تشبیہیں ہیں پر عکس ایک رمز حق نما سمجھوں ترے عارض کو میں آئینۂ نور خدا سمجھوں
کہ فہم سر وحدت ہے الف ایماں کے ابجد کا

دم تحریر تیرے ذوق سے بڑھ جائے تر دستی قلم سے نکلیں آنسو ہو یہ جوش خندۂ شادی
شمول اشک شیریں سے دوات اس درجہ ہو پھیکی الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی
بڑھا معلوم ہو لفظ احد پر میم احمد کا

کبھی تو کام آوے روشنائی میرے نامے کی کوئی تو رنگ لاوے روشنائی میرے نامے کی
نئی صنعت دکھائے روشنائی میرے نامے کی الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی
بڑھا معلوم ہو لفظ احد پر میم احمد کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من و پر غفلتی و بے خردی دشمن نفس در کمین بدی
تو مرا زور و حجت و سندی تو مرا تاب و قوت و مددی
یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

خانہ بگذاشتم بر سوائے نہ عصا دارم و نہ بلبائے

شور فیقم بدشت پیمائے — انت یا سیدی و مولائے

یا حبیب الاله خذ بیدی

ما لعجزی سواک مستندی

نه ز دنیا متنعم نه ز دین — دشمن جانم آسمان و زمین

دوستان خشمناک و چین بجبین — دشمنان بهر کشتنم به کمین

یا حبیب الاله خذ بیدی

ما لعجزی سواک مستندی

خون صد آرزو بگردن من — خویش بیگانه دوست دشمن من

خانه زندان و راه رهزن من — ماندنم مشکل ست و رفتن من

یا حبیب الاله خذ بیدی

ما لعجزی سواک مستندی

منهم و ره زن و ره مخطور — دل بیمار خاطر رنجور

عالم بیکسی و منزل دور — شب دیجور و چشم من بے نور

یا حبیب الاله خذ بیدی

ما لعجزی سواک مستندی

بسکه بودم حریص فسق و فجور — گشته ناخوش ز من خدای غفور

هست اکنون شفاعت تو ضرور — آمدم بر در تو از ره دور

یا حبیب الاله خذ بیدی

ما لعجزی سواک مستندی

کارِ من ابتر ست ہر نفسے   دل پُر از درد و سر پُر از ہوسے
بیکسم در جہاں نیست کسے   ہمدمے یا انیس درد رسے

یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

صبح من شام شد ز شامت من   ہست ہر روز من قیامت من
شو شفیع و مکن ملامت من   نیست جز بر درت ملامت من

یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

سوئے ملک حجازم آہنگ ست   نام ہندوستاں مرا ننگ ست
آستانت ہزار فرسنگ ست   دیدہ ام کور و پائے من لنگ ست

یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

کفر ظلمت سرشت در طغیان   چار سوئے سواد ہندوستان
زور ظلم ست قوت شیطان   خوف جان ست و خطرۂ ایمان

یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

تشنۂ خون من جفا کاری   دشمنم ظالم ستمگاری
من و در حال خود گرفتاری   نہ مرا مونسی نہ غمخواری

یا حبیب الالٰہ خذ بیدی

ما بعجزے سواک مستندی

گشتیم تہ نشیں چو دیدۂ تر — گشتہ ملاح و ناخدا مضطر
بحر پر جوش و جوش پر ز خطر — سر ز سامان گذشت و آب از سر
یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

رفت تاب از تن و دل از بر من — آب چشمم گذشت از سر من
راہ گم کردہ خضر رہ بر من — نہ کسے یار من نہ یاور من
یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

زخم از دل گذشت و دل ز قرار — خار از پا و پا ہم از رفتار
رفت ہوش از سر و سر از دستار — کار از دست و دست من از کار
یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

کشتی من شکست و لنگر او — غرق شد ناخدائے رہبر او
بحر و بہ ہر لحظہ جوش دیگر او — من و بے دست و پا شناور او
یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

کارواں رفت من پریشانم — دیدہ پر نقش و پائے پایانم
ذرہ دشت و گرد صحرائم — راہ گم کردہ در بیابانم

یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

ظلمت دہر چوں صف مژگاں | نور چوں چشم نرگسیں بمیاں
لن الملک کفر را بزباں | ایں مناجات بر لب ایماں

یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

روحم از تن جدا و تن ز تواں | سینہ بریاں ز یاس بے پایاں
جان من بر لب است و لب بفغاں | دل پر از درد و درد بے درماں

یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

ناکساں بے سبب مرا دشمن | ہمہ خود آشنا خدا[1] دشمن
دوستاں سنگدل وفا دشمن | جملہ محسن[2] کش آشنا دشمن

یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

---

[1] اضافت مقلوب یعنی دشمن خدا۔
[2] تخلص حضرت استادی مولوی محمد محسن کاکوری۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رُباعیات نعتیہ از مُصنّف قصیدہ

مولا مرے عقدہ ہائے مشکل وا کر ہر غنچہ کو باغ قطرے کو دریا کر
بد ہوں یا نیک تیری اُمت میں ہوں محشر برپا ہے تو مجھے برپا کر

یارب آہِ رسا مدینے پہونچے ہر نالۂ دل میرا مدینے پہونچے
چہرے کا رنگ جو ناتوانی سے اُڑے گرتا پڑتا ہوا مدینے پہونچے

گلزار خیال مشکلے در سر من بکشا بند گرہ زباں وپر من
دارم گرہے و مشکل انیست کہ نیست جز نقد گرہ در گرہ گوہر من

اک شان خدا ہے سیّدِ عالی جاہ ملک قدم و حدوث کا شاہنشاہ
جس دل پہ کھلی حقیقت اُسکی محسن بے ساختہ بول اُٹھا کہ اللہ اللہ

سرسبز کن اے سیّدِ ابرار مرا وہ رونق نخلِ گُل بگلزار مرا
چوں دانہ ہزار بار بر روئے زمیں گر چرخ بیفگند تو بردار مرا

یارب بطفیل حسن آں شاہ زمن بیگردان ہر زیان من سود من
ور میسوزی چو شمع رخسار بسوز درہم شکنی چو زلف مشکیں بشکن

عقدے مشکل کے مرے مولا وا کر ثابت قدم منزل استغنا کر
درماندہ ہوں خستہ حال ہوں بیکس ہوں سر پر مرے ہاتھ رکھ مجھے برپا کر

اں پنجتن بپا کہ من سجا کہ آمیزم جاں چوں گہر تن بہ پابست ریزم

در صفحۂ دیدہ و دلم اے محبوب بنشیں چوں نام و چوں نگیں برخیزم

رنگیں تری بزم اے شہ خوشخو ہے باقی تو اداسی سی عیاں ہر سو ہے
تشبیہ کا پاتا ہوں مرقع سنسان تنزیہ کو دیکھا تو مقام ہو ہے

معراج کو جس وقت چلے خیر بشر پہنچا یہ پیام ذوالجلال اکبر
جلد آ اے نور دیدۂ عالم قدس اک چشم زدن میں ساتوں پردے طے کر

گر جب نبی کی مرے سینہ میں رہے ان کا ہی خیال مرتے جیتے میں رہے
جب بند ہو آواز مرا دم ٹوٹے آہنگ حجاز ہو مدینے میں رہے

ایمان کا غروب ہوئے پہ جب ماہ آیا تب دہر میں وہ سیدی جاہ آیا
جلدی تھی الیسی کچھ اس عالم تک سایہ بھی حضور کے نہ ہمراہ آیا

رہ جاؤ گے اک تھوڑی زندگی سے دھوکر پچھتاؤ گے اقربا تمہارے رو
محسن کیا پوچھتے ہو چھوڑو گھر بار جنت کو چلے جاؤ مدینے ہو

گر نکتہ نوازی کا تیرے دھیان آئے بخشش کا معما نظر آسان آئے
مداح کے یارب عدد احمد ہوں جب روز حساب وقت میزان آئے